از قلم

مولانا محمد طاہر الحسن قادری رضوی

مکتبہ غار حرا
جامعہ عنایت القرآن والسنہ حمزہ ٹاؤن کاہنہ نو فیروزپور روڈ لاہور
0321
0300 - 8821995

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دیئے میں جان ہوگی وہ دیا رہ جائے گا

از قلم

مولانا محمد طاہر الحسن قادری رضوی

مکتبہ غار حرا
جامعہ عنایت القرآن والسنہ حمزہ ٹاؤن کاہنہ نو فیروزپور روڈ لاہور
0321
0300 - 8821995

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب کا نام..............کشف الحقیقت عن وجہ البدعت

مؤلف کا نام...............مولانا محمد طاہر الحسن قادری رضوی

باہتمام...............مولانا ڈاکٹر تنویر احمد سلطانی

نظر ثانی..............علامہ محمد عبدالکریم جلالی

سن اشاعت...............اکتوبر 2012ء

قیمت...............50

تعداد...............1100

ملنے کا پتہ:

مکتبہ غار حرا

جامعہ عنایت القرآن والسنۃ حمزہ ٹاؤن کاہنہ نو لاہور

03008821995

03218821995

انتساب

پاسدار ناموس رسالت ...... پاسبان مسلک اہلسنت

علم وعمل کی آبشار ...... حق وصداقت کی للکار

کنز العلماء شیخ الحدیث مفکر اسلام حضرت علامہ مفتی

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی حفظہ اللہ تعالیٰ

کے مبارک نام

جن کے فیضان صحبت سے مجھے قلم وقرطاس کی آبرو معلوم ہوئی

اور جن کی فکری اور ادبی تربیت کو میں کبھی نہیں بھلا سکتا

گر قبول افتد زہے عز وشرف

نیاز مند

محمد طاہر الحسن قادری رضوی

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
1	بدعت کی مذمت	5
2	بدعتی کے اعمال صالحہ بھی مردود ہیں	6
3	بدعتی کا انجام جہنم ہے	6
4	بدعت لعنت کا باعث	7
5	باطل پرستوں کے نزدیک بدعت کی تعریفات	9
6	بدعت کی پہلی تعریف	9
7	بدعت کی دوسری تعریف	9
8	بدعت کی تیسری تعریف	14
9	بدعت کی چوتھی تعریف	17
10	بدعت کی پانچویں تعریف	19
11	لغوی اور اصطلاحی معنی میں فرق	20
12	بدعت کا لغوی معنی	21
13	لغوی معنی کی وضاحت قرآن سے	21
14	بدعت کی اصطلاحی تعریف	22
15	اصطلاحی معنی کی وضاحت حدیث سے	22
16	سنت کے مقابلے میں بدعت	24
17	سنت کا معنی ومفہوم	26

نمبر	عنوان	صفحہ
18	اسلامی عقائد واعمال میں تبدیلی بدعت ہے	27
19	دین میں تغیر وتبدل کیا ہے؟	29
20	عقائد میں تبدیلی کی مثال	29
21	اعمال میں تبدیلی کی مثال	30
22	خلاصہ کلام	31
23	بدعت کا کسی زمانہ سے تعلق نہیں	31
24	بدعت کی تقسیم احادیث کی روشنی میں	32
25	محدثین کرام اور بدعت کی اقسام	37

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر: 117)

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا
عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَ عَلٰی آلِکَ وَ اَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ
مَوۡلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمۡ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرِ الۡخَلۡقِ کُلِّھِمٖ

عزیزان گرامی! اللہ رب العزت کا کروڑوں بار شکر واحسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں محبوب کریم ﷺ کا امتی اور با ادب غلام بنایا اور ہمیں سچا مسلک اہلسنت و جماعت عطا فرمایا۔

اہلسنت و جماعت ایسا مسلک ہے کہ جس نے بھی اسے کما حقہ اپنایا وہ ہمیشہ بدعقیدگی و بدعملی اور گمراہی کے گرد وغبار سے محفوظ ہو گیا۔ اسی مسلک کے

حاملین حقیقتاً قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری حیات طیبہ سے لے کر آج تک تمام اولیاء اور بزرگان دین نے اہل سنت و جماعت مسلک اپنا کر مقام ولایت پایا اور اللہ ﷻ کے محبوب بن گئے۔

اور جنہوں نے اس مسلک کو چھوڑ کر نئے نئے فرقے بنا لئے۔ وہ گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اور دین کا لبادہ اوڑھ کر دین اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں، تبلیغ دین کے نام پر مسلمانوں کو بے دینی کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں دکھاتے قرآن ہیں لیکن آیات کا مفہوم بدل کر لوٹتے ایمان ہیں، سناتے حدیث ہیں لیکن منافقوں سے بڑے خبیث ہیں توحید کے نام پر اللہ تعالی کے محبوبوں کی توہین کرتے ہیں۔ شریعت کے نام پر مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگاتے ہیں۔ قرآن وسنت پہ عمل کرنے والوں پر بدعتی ہونے کا الزام لگاتے ہیں احادیث مبارکہ کا غلط مفہوم بیان کر کے کبھی میلاد شریف کو بدعت کہتے ہیں تو کبھی ایصال ثواب کی محفل کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ یہ فتنہ پرست لوگ بدعت کے معنی و مفہوم سے ہی نا آشنا ہیں۔

ہم ان شاء اللہ العزیز سب سے پہلے بدعت کی مذمت کے بارے میں احادیث ذکر کریں گے پھر اس کے بعد احادیث مبارکہ کی روشنی میں بدعت کا صحیح معنی و مفہوم بیان کر کے اس بات کو واضح کریں گے کہ اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے اہلسنت و جماعت کا دامن بدعت کی سیاہی سے پاک ہے اور بدعت کے فتوے لگانے والے خود بدعت کے جال میں گرفتار ہیں۔

﴿بدعت کی مذمت﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُولُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ

وَيَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَيَقُولُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

(صحیح مسلم ،کتاب الجمعة باب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ ،رقم الحدیث: ۸۶۷)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور جوش زیادہ ہوتا اور یوں لگتا تھا جیسے آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں جو صبح وشام حملہ کرنے والا ہو۔

اور آپ ﷺ فرماتے کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں پھر آپ ﷺ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے اور حمد کے بعد فرماتے یاد رکھو! "فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ" یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے "وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ" اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے۔ "وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

﴿بدعتی کے اعمال صالحہ بھی مردود ہیں﴾

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَلَا صَرْفًا وَلَا عَدْلًا يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ

(سنن ابن ماجه، بَاب اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ ،رقم الحدیث : ۴۹)

حضرت حذیفہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نہ تو بدعتی کا روزہ قبول فرماتا ہے، نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ ہی فرض و نفل قبول فرماتا ہے۔ اور وہ اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

﴿بدعتی کا انجام جہنم ہے﴾

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ! كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

(سنن نسائی، کتاب صلوة العیدین باب کیف الخطبة، رقم الحدیث :۱۵۷۹)

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ میں ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالی کی اس طرح حمد و تعریف ہے جس طرح وہ حمد

وتعریف کے لائق ہے پھر رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے کہ جسے اللہ ﷻ راہ ہدایت دکھائے اسے کوئی گمراہ کرنے والانہیں اور جسے گمراہ فرمائے اسے کوئی راہ ہدایت دینے والانہیں۔ بے شک بہترین بات اللہ کی کتاب ہے۔اور بہترین ہدایت حضرت محمد ﷺ کی ہدایت ہے۔اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔

﴿بدعت لعنت کا باعث﴾

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(صحیح بخاری ، کتاب الحج باب حرم مدینة ،رقم الحدیث :۱۸۶۷)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ فلاں جگہ سے لیکر فلاں جگہ تک حرم ہے۔نہ اس کا درخت کاٹا جائے اور نہ اس میں کوئی نئی بات پیدا کی جائے جو اس میں کوئی نئی بات نکالے گا تو اس پر اللہ ﷻ کی فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

ان احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو کتاب وسنت پر عمل کرنے اور بدعت کے ارتکاب سے بچنے کا حکم دیا اور واضح فرمایا کہ بہترین کام کتاب وسنت پر عمل کرنا ہے اور بدترین کام قرآن وسنت کو چھوڑ کر

بدعات کو جاری کرنا ہے۔

الحمد للہ ہم ان احادیث مبارکہ کو مانتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں کچھ لوگ ان احادیث کو اپنے غلط نظریات کی تائید کے لئے پڑھتے ہیں اور بابرکت ونیک اعمال (جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں) پر بدعت کا فتوی لگا کر مسلمانوں کو بدعتی ہونے کی گالی دیتے ہیں اور بڑے زور وشور سے کہتے ہیں کہ محافل میلاد، محافل گیارہویں شریف اور محافل ایصال ثواب بدعت ہیں۔

کیونکہ ان عقل کے اندھوں کو قرآن وسنت سے ان محافل کا کوئی ثبوت نظر نہیں آتا حالانکہ ان محافل کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ لیکن کیا کریں؟ ہیں جو اندھے انہیں نظر کیسے آئے؟ اور یہ بدبخت ان مبارک محافل کو اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ ان کو آج تک بدعت کا معنی ومفہوم ہی سمجھ میں نہیں آیا۔ کیوں کہ ان کے پاس عقل اور سمجھ ہے ہی نہیں تو سمجھیں گے کیسے؟

اگر ان کو بدعت کا معنی ومفہوم سمجھ میں آجائے تو کبھی بھی یہ لوگ ان محافل کو بدعت نہیں کہیں گے۔ان لوگوں سے پوچھ کے دیکھو کہ بدعت کسے کہتے ہیں؟ تو یہ اس کے جواب میں ایسے ایسے گل کھلائیں گے جس کی زد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لیکر آج تک تمام علماء ومحدثین ومفسرین اور بزرگان دین آجائیں گے۔اور کوئی بھی ان کے بدعت کے فتوے سے نہیں بچ سکے گا۔ یہاں تک کہ یہ اپنے جاری کردہ بدعت کے فتوی سے اپنے آپ کو بھی نہیں بچا سکتے۔

﴿باطل پرستوں کے نزدیک بدعت کی تعریفات﴾

جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ بدعت کسے کہتے ہیں؟ تو پہلا جواب یہ ملتا ہے کہ

﴿بدعت کی پہلی تعریف﴾

”جوشی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ ہو بعد میں آئے وہ بدعت ہے تو اس کو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ پھر تو تم سراپا بدعت ہو کہ تم بھی بعد میں آئے ہو“

دوسرا جواب یہ ملتا ہے کہ نہیں نہیں بلکہ ہمارا مطلب ہے کہ

﴿بدعت کی دوسری تعریف﴾

”جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو وہ کام کرنا بدعت ہے“

تو ہم کہتے ہیں کہ بدعت کا یہ معنی بھی غلط ہے کیونکہ بہت سے کام ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کئے اور نہ ہی کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے وہ کام کئے ہیں۔ لہذا ان صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بدعت کا فتوی لگاؤ اور پھر اپنا ایمان بچا کر دکھاؤ۔

ہم صحیح بخاری شریف سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ کام حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ نے کیا اور یہ بتا کر کیا کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا، ہم کر رہے ہیں لیکن بدعت اور گمراہی نہیں ہے۔

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ

اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِذٰلِكَ وَرَأَيْتُ فِي ذٰلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ

قَالَ زَيْدٌ قَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُونِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ

فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ (لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ)

(صحیح بخاری، کتاب فضائل قرآن باب جمع القرآن، رقم الحدیث: ۴۶۷۹)

حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھے بلایا جبکہ یمامہ والوں سے لڑائی ہو رہی تھی اور اس وقت حضرت عمر بن خطاب ؓ بھی ان کے پاس تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا کہ حضرت عمر ؓ

میرے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں کتنے قاری شہید ہو گئے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ قاریوں کے مختلف مقامات پر شہید ہو جانے کی وجہ سے قرآن مجید کا اکثر حصہ جاتا رہے گا لہذا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم جاری فرمائیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر ؓ سے کہا ''کَیفَ تَفعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم '' آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں؟ جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا ۔حدیث پاک کے اس جملے کو بار بار پڑھیں اور پھر آگے حدیث پاک پڑھیں۔

حضرت عمر ؓ نے کہا ھُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے۔

چنانچہ حضرت عمر ؓ مجھے اپنے ساتھ متفق کرنے پر برابر زور لگاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔اور میں بھی حضرت عمر ؓ کی رائے پر متفق ہو گیا۔

حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ اس دوران ان کے پاس چپ چاپ بیٹھے رہے۔حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نوجوان اور عقلمند آدمی ہو نیز تم پر ہمیں اعتماد بھی بہت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ پر جو وحی آتی تھی تم اسے بھی لکھا کرتے تھے۔ لہذا قرآن مجید کو لکھنے کا کام تم سر انجام دو۔ حضرت زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر ایک پہاڑ کو دوسرے کی جگہ منتقل کرنے کا مجھے حکم دیا جاتا تو قرآن کریم کو جمع کرنے سے وہ کام میرے لئے بھاری نہ تھا پھر میں نے کہا کہ ''کَیفَ تَفعَلُونَ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ'' آپ

دونوں وہ کام کیوں کرتے ہیں؟ جو نبی کریم ﷺ نے نہیں کیا تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے۔

حضرت زید بن ثابت ؓ کہتے ہیں میں مسلسل حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے بحث کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ بھی اس طرح کھول دیا جس طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کے سینوں کو کھول دیا تھا۔ پس میں اس کام کے لئے کمر ہمت باندھ کر کھڑا ہو گیا اور قرآن مجید کی تلاش شروع کر دی پس اسے ہڈی، کھال، کھجور کی چھال اور لوگوں کے سینوں سے لے کر جمع کیا یہاں تک کہ مجھے سورۃ توبہ کی دو آیتیں حضرت خزیمہ انصاری ؓ سے ملیں وہ ان کے علاوہ کسی اور کے پاس نہ تھیں یعنی ''لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ '' سے لیکر آخر تک۔

اس حدیث پاک کو بار بار پڑھیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ قرآن پاک کو جمع کرنے والا کام اگر چہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا لیکن اللہ کی قسم یہ کام بہتر ہے حضرت عمر ؓ نے بھی یہی فرمایا اور حضرت زید بن ثابت ؓ نے بھی یہی فرمایا کہ اگر چہ یہ کام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں ہوا۔اور نہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے لیکن کام اچھا ہے۔اس لئے کرنا چاہیے پھر ان ہستیوں نے اللہ کی قسم اٹھا کے امت مسلمہ کو یہ اصول دے دیا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو اور آپ ﷺ نے حکم بھی نہ دیا ہو آپ ﷺ کے زمانے میں اگر چہ وہ کام نہ ہوا ہو پھر بھی اگر وہ اچھا کام ہو تو ضرور کرنا چاہیے۔

اب جو لوگ کہتے ہیں کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو اسے کرنا

بدعت ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ ایسا قرآن مجید تلاش کریں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہڈیوں، کھجور کے پتوں اور کھالوں پر لکھا ہوا اور متفرق تھا۔ قرآن پاک کو جمع کرنا تو صحابہ کا کام ہے تو پھر جمع کیا ہوا نہ پڑھیں وہ اس لئے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد ہوا ہے۔

امام بخاری نے بخاری شریف میں چار احادیث یکے بعد دیگرے بیان فرمائی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ،حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں جمعۃ المبارک کی صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ لیکن حضرت عثمان غنی ؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک اور اذان کا اضافہ فرمایا۔

أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ' أَنَّ التَّأْذِينَ الثَّانِيَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَرَ بِهِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِينَ كَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ

(صحیح بخاری، کتاب الاذان بَاب الْجُلُوسِ عَلَى الْمِنْبَرِ عِنْدَ التَّأْذِينِ ،رقم الحدیث :915)

حضرت سائب بن یزید ؓ خبر دیتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی ؓ نے دوسری اذان کا حکم اس وقت دیا جس وقت مسجد کے اہل زیادہ ہوگئے۔

بخاری شریف کی حدیث پاک میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جمعۃ المبارک کی دوسری اذان حضور اکرم ﷺ کی زمانے میں نہیں ہوئی حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کے زمانے میں بھی نہیں ہوئی بلکہ حضرت عثمان غنی ؓ نے شروع فرمائی

بدعت بدعت کی رٹ لگانے والوں کو ہم کہتے ہیں کہ تمھارے بیان کردہ اصول کے مطابق تو جمعۃ المبارک کی اذان ثانی بھی بدعت ہے۔ پہلے اپنی مساجد میں اذان ثانی تو بند کرو۔ اور کہو کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا ہم

بھی نہیں کریں گے۔

ہم اگر اذان سے پہلے یا بعد صلوۃ وسلام پڑھ لیں تو کہتے ہیں کہ یہ دین میں اضافہ اور بدعت ہے۔ دین تو حضور اکرم ﷺ نے مکمل فرمادیا تھا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ ،آیت نمبر: ۳)

لہذا اب دین میں کسی قسم کے اضافے کی کوئی گنجائش نہیں ہے تو ہم بھی پوچھتے ہیں کہ دین تو حضور اکرم ﷺ پر مکمل ہوگیا تھا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا زمانہ بھی گذر گیا اور حضرت عمر ؓ کا زمانہ خلافت بھی گذر گیا۔ تب جا کر حضرت عثمان غنی ؓ نے جمعۃ المبارک کے دن دوسری اذان کا اضافہ فرمایا تو ان کے بارے میں تمہارا کیا فتوی ہے؟

معلوم ہوا کہ یہ اصول ہی غلط ہے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو وہ کام کرنا بدعت ہے کیونکہ اس اصول کی زد میں صحابہ کرام بھی آجاتے ہیں باقی لوگ کیسے بچیں گے؟

تیسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ

بدعت کی تیسری تعریف

"جو کام رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام علیہم الرضوان یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانے میں سے کسی کے زمانہ میں ایجاد ہو وہ بدعت نہیں ہے اور ان

زمانوں کے بعد جو نیا کام یا نیا عمل شروع کیا جائے وہ بدعت اور گمراہی ہے“

لہذا حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر ؓ کا قرآن کو جمع کرنا اور حضرت عثمان ؓ کا جمعۃ المبارک کے دن دوسری اذان شروع کرنا بدعت نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ بدعت کے بارے میں تمہارا یہ بیان کردہ اصول بھی کئی اعتبار سے غلط ہے۔

(۱) جن احادیث مبارکہ میں بدعت کی مذمت کی گئی ہے ان میں اس بات کا ذکر نہیں کہ جو کام صحابہ، تابعین، تبع تابعین کے زمانے میں ہو وہ بدعت نہیں۔ اور جو ان کے بعد نیا کام ہو وہ بدعت ہے۔ یہ قید آپ نے اپنی طرف سے لگائی ہے۔

(۲) اپنے آپ کو اہلحدیث کہلوانے والے کوئی ایسی حدیث دکھا دیں جس میں یہ لکھا ہو کہ جو کام صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں ہو وہ بدعت نہیں اور جو اس کے بعد شروع کیا جائے وہ بدعت ہے۔ جبکہ احادیث مبارکہ میں بدعت کا مطلقاً ذکر ہے کسی زمانے کی قید نہیں۔ بدعت تو بدعت ہی ہے۔ چاہے وہ صحابہ کے زمانے میں ہو یا تابعین، تبع تابعین کے زمانے میں ہو

(۳) ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ بہت سے ایسے کام ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے بھی نہیں کئے اور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین نے بھی نہیں کئے وہ سارے کام بعد میں کئے گئے اور وہ دین سمجھ کر کئے گئے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے کئے گئے اور تم خود بھی ثواب سمجھ کر کرتے ہو لیکن اپنے آپ کو بچانے

کے لئے تم ان کاموں پر بدعت کا فتویٰ نہیں لگاتے اور ان کاموں کو گمراہی نہیں کہتے۔

ہم سادہ مسلمانوں کو تمھارے دھوکے میں نہیں آنے دیں گے۔ انہیں بتائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین نے قرآن مجید پر اعراب نہیں لگائے اور قرآن مجید کے تیس پارے نہیں بنائے قرون ثلاثہ میں قرآن پاک یہی تھا لیکن تیس پاروں کی صورت میں نہیں تھا اور اس پر زبر، زیر، پیش نہیں لگے ہوئے تھے۔

پورے ذخیرہ احادیث میں ایک بھی حدیث نہیں ملے گی جس میں قرآن مجید کے تیس پاروں کا ذکر ہو۔ اور نہ کوئی ایسی حدیث ملے گی جس میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں قرآن مجید پر اعراب لگائے جانے کا ذکر ہو۔

اگر کسی مائی کے لعل کے پاس کوئی حوالہ اور کوئی دلیل ہو تو وہ پیش کرے لیکن قیامت آسکتی ہے مگر ایسا کوئی حوالہ حدیث پاک سے پیش نہیں کرسکتا قرآن مجید کو تیس پاروں میں لکھنا اور اس پر اعراب لگانا قرون ثلاثہ کے بعد شروع ہوا ہے اور ثواب سمجھ کر کیا گیا ہے اور نیا کام بھی ہے اور تم خود بھی یہ کام کر رہے ہو لیکن بدعت کا فتویٰ لگا کر اپنے آپ کو گمراہ نہیں کہتے۔

دوسری بات یہ کہ احادیث مبارکہ کو کتابی شکل میں جمع کرنا اور ان کے ابواب بنا کر حدیث کی اسناد کو بیان کرنا، اسناد پر جرح کرنا اور حدیث کی قسمیں بیان کرنا کہ یہ صحیح ہے یہ حسن ہے یہ ضعیف ہے یہ موضوع ہے۔ اور اصول

حدیث کی کتابیں جو مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں یہ سارے وہ کام ہیں جو صحابہ کرام ،تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں نہیں تھے بعد میں شروع ہوئے تو تمہارے بیان کردہ اصول کے مطابق اگران پر بدعت کا فتوی لگ جائے تو پھر دین اسلام کا نام ونشان بھی نہیں رہے گا۔

سینکڑوں دین کے کام ایسے ہیں جو صحابہ کرام ،تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں اس طرح نہیں ہوئے جس طرح آج تم خود کر رہے ہو۔

قرآن پاک کا اردو زبان میں ترجمہ قرون ثلاثہ میں نہیں ہوا۔ جبکہ آج کے علماء کر رہے ہیں،

حدیث پاک کی کتابیں صحاح ستہ قرون ثلاثہ میں نہیں لکھی گئیں بلکہ بعد میں لکھی گئیں اور پھر ان کے ترجمے اور شروحات آج کے علماء بھی لکھ رہے ہیں یہ نیا کام ہے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں ۔اسے گمراہی نہیں کہا جائے گا۔ جو کام قرون ثلاثہ میں نہیں ہوا بعد میں ہوا یا ہو رہا ہے اگر اچھا ہے تو اسے مطلقا بدعت کہنا گمراہی ہے ۔گمراہ لوگ موقع ومحل کی مناسبت سے پینترے بدلتے رہتے ہیں ۔ جب بدعت کی تیسری تعریف سے کام نہ چلا تو

﴿بدعت کی چوتھی تعریف﴾

”پھر انہوں نے کہا کہ جو کام رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام ،تابعین اور تبع تابعین نے جس طریقے سے کیا اس طریقے کو چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کرنا بدعت ہے“

ہم کہتے ہیں کہ مطلقاً نئے طریقے اور نئے انداز کو بدعت کہنا بھی غلط

ہے جن کاموں کے کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے طریقہ متعین کر دیا۔ ان میں کمی بیشی کرنا یا محبوب ﷺ کے متعین کردہ طریقے کو چھوڑ کر نیا طریقہ اپنانا یقیناً بدعت ہے۔ جیسے نمازوں کا طریقہ، روزے کا طریقہ، حج کا طریقہ محبوب ﷺ نے متعین کر دیا۔

اب اس طریقے کو چھوڑ کر کوئی نیا طریقہ اپنائے گا بدعت کہلائے گا اور جن کاموں کو محبوب علیہ السلام نے خود کیا لیکن امت کے لئے اس طریقے کو متعین نہیں کیا تو وہ کام اپنے انداز وطریقے سے کرنا بدعت نہیں کھلائے گا۔ مثلاً مسجد تعمیر کرنا یہ محبوب علیہ اسلام کی سنت ہے، لیکن حضور ﷺ نے یہ متعین نھیں فرمایا کہ مسجد کچی ہو یا پکی ہو، ایک کنال کی ہو یا ایک ایکڑ کی ہو، اس کا ڈیزائن کیسا ہو؟ اس کے اندر کھجور کی صفیں ہوں یا خوبصورت قالین ہوں، کوئی مسلمان ایک کنال کی مسجد بنائے یا ایک ایکڑ کی، مسجد کا رخ قبلہ کی طرف کرتے ہوئے ،مسجد کے شایان شان جس طرح کا چاہے ڈیزائن بنوائے، مسجد ایک منزلہ بنائے یا دس منزلہ بنائے، کوئی گمراہ اس پر بدعت کا فتوی نہیں لگا سکتا، اور نہ ہی اس بات کا ثبوت مانگ سکتا ہے، کہ مجھے ایک ایکڑ کی مسجد کا ثبوت حدیث سے دکھاؤ ، مجھے دس منزلہ مسجد کا ثبوت صحابہ وتابعین کے زمانے سے دکھاؤ۔

موجودہ زمانے میں تمام مساجد نئے انداز اور نئے طریقے سے بنی ہوئی ہیں لیکن اس نئے انداز اور نئے طریقے کو بدعت وگمراہی نہیں کہا جائے گا۔

جو لوگ ہر نئے طریقے اور انداز کو بدعت کہتے ہیں انہوں نے کبھی سوچا کہ جس طریقے سے انہوں نے مدارس بنائے ہیں زمانہ نبوی میں ایسا کوئی مدرسہ

نہ تھا صرف مسجد نبوی کے ساتھ ایک سادہ سا چبوترا تھا جہاں بیٹھ کر اصحاب صفہ دین کی تعلیم سیکھتے تھے تو انہیں بھی چاہیے کہ اپنے تمام مدارس گرا کر مسجدوں کے ساتھ ایک چبوترا بنالیں اور وہاں بیٹھ کر دین کا سبق پڑھائیں۔

آج مدارس کی جو بڑی بڑی بلڈنگیں بنائی جارہی ہیں ثواب سمجھ کر اور جو نظام تعلیم موجود ہے کہ صبح آٹھ بجے سب نے آنا ہے پھر سب کی حاضری لگے گی اور بارہ بجے چھٹی ہوگی، سہ ماہی امتحان ہونگے پھر شش ماہی امتحان ہوں گے اور پھر نو ماہی امتحان اور پھر سالانہ امتحان ہوں گے تو یہ سارا سسٹم ختم کردیں ۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کا یہ نظام اور یہ طریقہ بیان نہیں فرمایا تو پھر اس بات کو تسلیم کریں کہ بدعت کا یہ معنی غلط ہے جو ہم نے بیان کیا۔ پھر اس کے بعد یہ جواب دیتے ہیں۔

بدعت کی پانچویں تعریف

''جس شی یا کام کا ذکر قرآن وسنت میں نہ ہوا سے کرنا بدعت ہے''

ہم کہتے ہیں کہ جس شئی یا جس کام کا ذکر قرآن وسنت میں واضح الفاظ کے ساتھ نہ ملے اسے مطلقاً بدعت کہہ دینا غلط ہے اور اگر اپنی یہ غلطی بھی نہیں مانتے تو دکھاؤ جماعت اہلحدیث، لشکر طیبہ، جماعۃ الدعوۃ اور جیش محمد جیسی تنظیموں کا ذکر قرآن وسنت میں کیا محبوب علیہ السلام نے اس نام کی کوئی تنظیم بنائی تھی؟ کیا صحابہ کرام نے اپنی کسی تنظیم کو جماعۃ الدعوۃ یا جیش محمد کا نام دیا تھا؟

کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یا صحابہ وتابعین کے زمانے میں عقیدہ توحید کانفرنس، دعوت اہلحدیث کانفرنس یا سیرت النبی ﷺ کے نام سے

کوئی جلسہ ہوا تھا؟ اگر تم قرآن وحدیث سے ان کانفرنسوں کے نام دکھا دو تو ہم بھی تمہیں قرآن وسنت سے محفل میلاد، محفل گیارہویں شریف اور محفل ایصال ثواب کا ثبوت دکھا دیں گے۔

اگر محافل میلاد اور محافل ایصال ثواب اس لئے بدعت ہیں کہ ان کا نام قرآن وسنت میں نہیں ہے تو پھر تم جتنی بھی کانفرنسیں اور جتنے بھی جلسے جن ناموں سے کرتے ہو وہ بھی قرآن وسنت میں مذکور نہیں ہیں۔ لہذا انہیں بدعت سمجھتے ہوئے چھوڑ دو یا پھر اس بات کو تسلیم کرو کہ اگر تمہارے جلسے بدعت نہیں ہیں تو پھر محافل میلاد و محافل ایصال ثواب وغیرہ بھی بدعت نہیں ہیں۔

معلوم ہوا کہ بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے بدعت کا صحیح معنی و مفہوم سمجھنے سے محروم ہیں اب ہم انشاء اللہ بدعت کا معنی قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کریں گے جس سے کوئی اعتراض بھی باقی نہیں بچے گا اور اصل حقیقت نکھر کر سامنے آجائے گی۔ لیکن بدعت کا معنی بیان کرنے سے پہلے الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں فرق جاننا ضروری ہے۔

لغوی اور اصطلاحی معنی میں فرق

ہر لفظ کا لغوی معنی اصطلاحی معنی سے وسیع ہوتا ہے اور اصطلاحی معنی کی جزء ہوتا ہے۔

مثلاً صوم (روزہ) لغت میں رکنے کو کہتے ہیں جب کہ شریعت کی اصطلاح میں خاص قسم کے رکنے کو کہتے ہیں اور وہ ہے کھانے پینے اور روزہ افطار کرنے کے جملہ اسباب سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی

نیت سے رکنا۔

حج لغت میں ارادہ اور قصد کو کہتے ہیں جب کہ شرعی اصطلاح میں خاص مناسک کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ کا ارادہ کرنے کو حج کہتے ہیں۔

عمرہ لغت میں ہر زیارت کو کہتے ہیں جبکہ شرعی اصطلاح میں مکہ مکرمہ میں جا کر خاص مناسک کو ادا کرنے کا نام عمرہ ہے۔

﴿بدعت کا لغوی معنی﴾

"اَلْبِدْعَةُ كُلُّ شَىْءٍ عُمِلَ عَلٰى غَيْرِ مِثَالِ سَبْقٍ"

(مرقات: ج ۱ ص ۱۷۹)

"بدعت کا لغوی معنی ہے کہ کسی سابقہ مثال کے بغیر نئی چیز ایجاد کرنا اور بنانا"

لفظ بدعت کا اصل مادہ ب، د، ع ہے اور یہ تینوں حروف اسی ترتیب سے جہاں بھی اکٹھے ہوں گے تو ان کا معنی یہ ہوگا کہ کسی چیز کو سابقہ نمونے اور مثال کے بغیر بنا دینا۔

﴿لغوی معنی کی وضاحت قرآن سے﴾

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

(سورۃ البقرۃ: آیت ۱۱۷)

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا

اس آیت میں اللہ عزوجل نے اپنی صفت بدیع کا ذکر فرمایا ہے اور اس میں ب، د، ع کا مادہ ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جس نے بغیر کسی سابقہ مثال کے

آسمانوں اور زمین کو وجود عطا فرمایا۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ

(سورۃ الاحقاف: آیت ۴۶)

(اے محبوب ﷺ) تم فرماؤ میں کوئی نیا رسول نہیں)

یعنی میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں مجھ سے پہلے بھی رسول آئے ہیں قرآن پاک کی ان آیات سے بدعت کا لغوی معنی واضح ہو گیا کہ ہر وہ چیز بدعت کہلاتی ہے جس کی کوئی مثال پہلے سے موجود نہ ہو۔

﴿بدعت کی اصطلاحی تعریف﴾

"رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ہر ایسا نیا عقیدہ بنانا یا نیا عمل شروع کرنا جس کی کوئی اصل اور دلیل شریعت میں نہ ہو اور وہ سنت نبوی کے خلاف ہو تو بدعت ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ جس کام کی اصل شریعت میں موجود ہو اور وہ کام خلاف سنت نہ ہو اگرچہ نیا ہو وہ بدعت شرعی نہیں ہوگا۔

﴿اصطلاحی معنی کی وضاحت حدیث سے﴾

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَلَا وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا

(سنن ابن ماجه، بَاب اجْتِنَابِ الْبِدَعِ وَالْجَدَلِ، رقم الحديث: ۴۵)

خبردار بچو تم امور کے "مُحْدَثَات" سے کیونکہ بدترین کام دین میں

مُحْدَثَات ہیں، آیئے مُحْدَثَات کا معنی حدیث پاک سے دیکھتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

(صحیح مسلم، کتاب الاقضیة باب نَقْضِ الْأَحْكَامِ الْبَاطِلَةِ وَرَدِّ مُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، رقم الحدیث: 1718)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ'' جو ہمارے دین میں ایسا طریقہ ایجاد کرے جو اس دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

اس حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے مطلقاً نئے طریقے کو مردود نہیں فرمایا بلکہ ''مَا لَيْسَ مِنْهُ'' کی قید لگائی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ایسا نیا عقیدہ بنانا یا ایسا نیا عمل کرنا جس کی اصل دین میں موجود نہیں ہے وہ عقیدہ اور وہ عمل مردود ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں ''شَرُّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا'' کا معنی یہ ہوگا کہ بدترین کام دین میں ایسا نیا عقیدہ بنانا یا نیا عمل کرنا جس کی اصل دین میں موجود نہ ہو جیسے اللہ ﷻ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ (معاذ اللہ) وہ جھوٹ بول سکتا ہے (فتاویٰ رشیدیہ) اور نئے اعمال کی مثال جیسے اردو میں خطبہ پڑھنا اور فارسی میں اذان دینا وغیرہ یہ ایسے اعمال ہیں کہ جن کی دین میں کوئی اصل نہیں ہے اس لئے یہ مردود ہیں اور وہ عقائد و اعمال جن کی دین میں اصل موجود ہے محض نئے نام کی وجہ سے اس پر محدثات کا اطلاق نہیں ہوگا۔

اب ''وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ'' کا معنی یہ ہوگا کہ ہر ایسا نیا عقیدہ یا نیا عمل

جس کی اصل دین میں موجود نہیں وہ بدعت ہے ''وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن و سنت کو چھوڑ کر نئے عقائد و اعمال گھڑنا بدعت و ضلالت اور گمراہی ہے۔

﴿سنت کے مقابلے میں بدعت﴾

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ

(مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۶۵۲۲، فتح الباری: ج۱۳ ص ۲۶۷)

حضرت عضیف بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ'' کوئی قوم بدعت نہیں ایجاد کرتی مگر اسی قدر سنت اٹھالی جاتی ہے ''فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ'' لہٰذا سنت کو پکڑنا بدعت کی ایجاد سے بہتر ہے۔

اس حدیث پاک میں اس بات کی وضاحت ہے کہ بدعت ہمیشہ سنت کے مقابلے میں ہوتی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کونسا عمل خلاف سنت کہلاتا ہے؟

(۱) محبوب علیہ السلام نے مسجد نبوی کچی اور سادہ انداز میں تعمیر فرمائی جبکہ آج کل کی مساجد پکی، خوبصورت اور کئی منزلہ بنائی جارہی ہیں تو کیا ان مساجد کی تعمیر کو خلاف سنت کہا جائے گا؟

(۲) محبوب علیہ السلام نے اصحاب صفہ کے لئے سادہ سا چبوترا بنوایا

جبکہ آج کل دینی تعلیم کے لئے خوبصورت مدارس اور اور اس میں جدید نظام تعلیم رائج کیا گیا ہے کیا اس کو خلاف سنت کہا جائے گا؟

(۳) رسول اللہ ﷺ نے بیک وقت کپڑوں کے دو یا تین سوٹ باری باری استعمال فرمائے جبکہ آج کل ہر بندے کے بیس بیس سوٹ ہیں کیا یہ خلاف سنت عمل ہے؟

(۴) رسول اللہ ﷺ نے گدھے اور اونٹ پر سواری کی جبکہ آج کل گاڑیوں اور خوبصورت کاروں پر سواری کی جاتی ہے کیا یہ خلاف سنت ہے؟ اگر یہ خلاف سنت ہے تو گدھے اور اونٹ خریدو اور گاڑیاں بیچو۔

(۵) رسول اللہ ﷺ نے اپنے حسب ونسب اور ولادت کے واقعات کو احادیث کی صورت میں بیان فرمایا اور صحابہ کرام نے بھی رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ کی عظمتوں کو احادیث کی صورت میں بیان فرمایا۔

جبکہ آج کل خوبصورت محافل کا اہتمام کر کے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت مبارکہ کی عظمتوں کو بیان کیا جاتا ہے اگر اسے خلاف سنت کہہ کر بدعت کا فتوی لگایا جاتا ہے تو پھر موجودہ دور کی مساجد ومدارس کو بھی خلاف سنت کہہ کر بدعت کا فتوی لگاؤ۔

اور سیرت النبی ﷺ کانفرنس کے نام سے جو تم جلسے کرتے ہو ان کو بھی خلاف سنت کہہ کر بدعت کا فتوی لگاؤ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود جس نام سے چاہیں ثواب سمجھ کر جلسے کرتے رہیں اور ہماری دینی محافل پر بدعت کے فتوے لگاتے رہیں اور انہیں خلاف سنت ٹھہراتے رہیں۔

﴿سنت کا معنی و مفہوم﴾

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں کہ

سنت کا لغوی معنی: سنت کا لغوی معنی ہے طریقہ اور سیرت

سنت کا اصطلاحی معنی: اس کا اصطلاحی معنی ہے کہ جس کام کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہو یا اس سے منع کیا ہو یا اس کو قولا یا فعلا مستحب قرار دیا ہو۔

(نہایہ: ج ۲ ص ۴۰۹ مطبوعہ ایران)

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں کہ

سنت کا شرعی معنی: یہ ہے کہ بغیر فرضیت اور وجوب کے جو طریقہ دین میں رائج کیا گیا ہو جس کام کو نبی کریم ﷺ نے بطور عبادت دائما کیا اور کبھی کبھی ترک کیا اس کو سنن ھدی کہتے ہیں اسے چھوڑنا مکروہ ہے۔

اور جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے بطور عادت دائما کیا ہو اور کبھی کبھی ترک کیا ہو تو اس کو سنن زوائد کہتے ہیں اس پر عمل کرنا مستحسن ہے مگر اسے چھوڑنا مکروہ نہیں ہے۔ جیسے اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے میں اور لباس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ۔ (کتاب التعریفات: ص ۵۳،۵۴)

سنت کا معنی اور اقسام جان لینے کے بعد اب حدیث مبارکہ کا مفہوم سمجھو! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ" جو قوم کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے تو اس کی مثل سنت اٹھالی جاتی ہے یعنی جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے بطور عبادت کیا ہو وہ سنن ھدی ہے۔

اب اس سنت کے مقابلے میں جب کوئی نیا کام کیا جائے تو وہ بدعت

کہلائے گا۔اور خلاف سنت کہلائے گا جیسے خطبہ عربی زبان میں پڑھنا اور اذان
عربی زبان میں پڑھنا سنت ھدی ہے تو خطبہ اور اذان کو عربی زبان کے علاوہ
کسی اور زبان میں پڑھنا خلاف سنت اور بدعت ہوگا۔

اسی طرح داڑھی شریف مٹھی بھر رکھنا سنت ہے اور اسے مونڈنا خلاف
سنت اور بدعت ہے۔اب جب کوئی داڑھی مونڈائے گا تو سنت کو مٹائے گا
معلوم ہوا کہ ایسا عمل ایجاد کرنا جو سنت کے مخالف ہو اور اس سے سنت مٹ
جائے وہ بدعت ہے۔

﴿اسلامی عقائد واعمال میں تبدیلی بدعت ہے﴾

صحیح مسلم شریف میں حدیث شریف موجود ہے

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
أَتَی الْمَقْبُرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِینَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ
بِکُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنَّا قَدْ رَأَیْنَا إِخْوَانَنَا قَالُوا أَوَلَسْنَا إِخْوَانَکَ یَا
رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَنْتُمْ أَصْحَابِی وَإِخْوَانُنَا الَّذِینَ لَمْ یَأْتُوا بَعْدُ فَقَالُوا
کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ یَأْتِ بَعْدُ مِنْ أُمَّتِکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ

فَقَالَ أَرَأَیْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَیْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَیْنَ ظَهْرَیْ
خَیْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا یَعْرِفُ خَیْلَهُ قَالُوا بَلَی یَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ
یَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِینَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ أَلَا
لَیُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِی کَمَا یُذَادُ الْبَعِیرُ الضَّالُّ أُنَادِیهِمْ أَلَا هَلُمَّ
فَیُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَکَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا

(صحیح مسلم شریف ،کتاب الطهارت بَاب اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ
وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ،رقم الحدیث :۲۴۹)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان
تشریف لے گئے اور فرمایا السلام علیکم اے مومنو! ہم بھی انشاء اللہ تمھارے پاس
آنے والے ہیں میری خواہش ہے کہ ہم اپنے دینی بھائیوں کو دیکھیں۔صحابہ
کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے دینی بھائی نہیں؟ تو آپ
ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ ہو اور ہمارے دینی بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک
پیدا نہیں ہوئے صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کے لوگوں
کو کیسے پہچان لیں گے؟ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کسی شخص کے ایسے گھوڑے جو سفید چہرے والے
اور سفید ٹانگوں والے ہوں وہ سیاہ گھوڑوں میں مل جائیں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو ان
میں شناخت نہیں کرلے گا۔صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت جس وقت میرے حوض پر آئے
گی تو ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے سفید اور چمک دار ہوں گے
اور میں ان کے استقبال کے لئے پہلے سے حوض پر موجود ہوں گا۔

اور سنو! بعض لوگ میرے حوض سے اس طرح دور ہوں گے جس طرح
بھٹکا ہوا اونٹ دور کردیا جاتا ہے۔میں انہیں آواز دوں گا ادھر آؤ پھر کہا جائے گا
"إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَکَ "انہوں نے آپ کے وصال کے بعد اپنا دین بدل
لیا تھا پھر میں کہوں گا دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

صحیح بخاری شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں

سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي

(صحیح بخاری شریف، کتاب الرقاق باب فی الحوض، رقم الحدیث: ۶۵۸۳)

میرے محبوب علیہ السلام فرمائیں گے دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ جنہوں نے میرے بعد دین میں تغیر کیا۔

﴿دین میں تغیر وتبدل کیا ہے؟﴾

(۱) کیا محبوب علیہ السلام کی عظمتیں بیان کرنے کے لئے محافل کا اہتمام کرنا دین میں تبدیلی ہے؟

(۲) کیا میت کے ایصال ثواب کے لئے اجتماعی قرآن پاک پڑھنے اور ذکر واذکار کرنے کا اہتمام کرنا دین میں تبدیلی ہے؟ تو پھر بدعت کے فتوے لگانے والے جو ماہانہ یا سالانہ اجتماعات ثواب سمجھ کر کرتے ہیں تو یہ اجتماعات دین میں تبدیلی کیوں نہیں؟

معلوم ہوا کہ جس کام کا رسول اللہ ﷺ نے طریقہ متعین نہیں فرمایا اس کام کو اپنے طریقے اور نئے انداز کے ساتھ کرنا تبدیلی نہیں بلکہ محبوب علیہ السلام نے امت کو جو اسلامی عقائد عطا فرمائے اور اسلامی عبادات کے طریقے عطا فرمائے ان میں تبدیلی کرنا دین میں تبدیلی کہلائے گی اور یہ بدعت ہے۔

﴿عقائد میں تبدیلی کی مثال﴾

(۱) یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ ﷻ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (تالیفات رشیدیہ ص ۹۸)

(۲) یہ عقیدہ رکھنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔

(تقویۃ الایمان ص ۸۳)

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام انبیاء واولیاء اللہ کے سامنے ایک ذرہ سے بھی کم تر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۰۵)

(۴) یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ کی چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(تقویۃ الایمان ص ۱۰۸)

ایسے عقائد گمراہی اور توہین آمیز الفاظ بولنے کی وجہ سے کفر ہیں اور یہ لوگ وہ ہیں کہ جنہوں نے نئے عقیدے گھڑ کر بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔

﴿اعمال میں تبدیلی کی مثال﴾

(۱) صحیح احادیث میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں تکبیر اولی کے علاوہ رفع یدین کرنا چھوڑ دیا اور صحابہ کرام کو بھی منع فرمادیا۔

(صحیح مسلم، باب الامر بالسکون فی الصلوۃ، رقم الحدیث: ۴۳۰)

اب اس کے باوجود رفع یدین کرنا نماز میں تبدیلی ہے۔

(۲) نمازوں کی رکعات کی تعداد متعین ہے۔ جیسے نماز تراویح بیس رکعات ہے

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۴)

اب اس میں کمی بیشی کرنا اور آٹھ رکعات نماز تراویح پڑھنا دین میں تبدیلی ہے

(۳) قربانی تین دن جائز ہے چوتھے دن قربانی کرنا دین میں تبدیلی ہے۔

(موطا امام مالک ص ۳۶۷)

(۴) وہ بابرکت اعمال جن کا ثبوت قرآن وسنت میں موجود ہے ان جائز اعمال کو شرک اور بدعت کہنا دین میں تبدیلی ہے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں واضح ہوا کہ دین کے عقائد واعمال میں

تغیر وتبدل کرنا بدعت ہے۔

﴿خلاصہ کلام﴾

ہم نے بدعت کے معنی ومفہوم کو سمجھانے کے لئے تین احادیث پیش کی ہیں

(۱)مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

جو ہمارے دین میں ایسا طریقہ ایجاد کرے جس کی اصل دین میں موجود نہیں وہ مردود ہے۔

اس سے واضح ہوا بدعت وہ عمل ہوگا جس کی اصل دین میں نہ ہو

(۲)مَا أَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً إِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ

کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اسی قدر سنت اٹھالی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بدعت سنت کے مخالف عمل ہوتا ہے۔

(۳)إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا

بے شک انہوں نے دین میں تبدیلی کرلی تھی تو میں کہوں گا کہ دور ہوجاؤ دور ہوجاؤ۔

ان تینوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دین کے بیان کردہ عقائد کے خلاف عقیدہ رکھنا بدعت ہے اور دین کے بیان کردہ عبادت کے طریقے کے خلاف عمل کرنا بدعت ہے۔ یہ ہے بدعت کا حقیقی معنی ومفہوم جسے دین سے دور اور عقل سے پیدل لوگ سمجھنے سے قاصر رہے۔

﴿بدعت کا کسی زمانے سے تعلق نہیں﴾

رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بدعت کا کسی زمانے سے تعلق نہیں اگر صحابہ کرام کے زمانے میں کوئی بدعت کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو وہ بھی

بدعتی ہے اور اگر پندرھویں صدی میں کوئی بدعت کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ بھی بدعتی ہے۔

نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ لَهُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ

(سنن ترمذی، باب ماجاء فی المکذ بین بالقدرمن الوعید ،رقم الحدیث 2152)

صحابہ کرام کا زمانہ ہے حضرت نافع رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں آدمی آپ کو سلام کہتا ہے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ فَإِنْ كَانَ قَدْ أَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ"

مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس بندے نے بدعت ایجاد کی ہے اگر اس نے واقعی بدعت ایجاد کی ہے تو میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا۔

﴿بدعت کی تقسیم احادیث کی روشنی میں﴾

بنیادی طور پر بدعت کی دو قسمیں ہیں

(۱)بدعت حسنہ (۲)بدعت سیئہ

(۱)﴿بدعت حسنہ﴾

وہ کام جو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد شروع کیا جائے اگر وہ اچھا ہے اس کی کوئی اصل یا دلیل شریعت میں موجود ہے اور وہ کام کسی سنت کے

خلاف نہیں تو اسے بدعت حسنہ کہا جاتا ہے۔

(۲) ❁ بدعت سیئہ ❁

رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے بعد کوئی ایسا نیا کام کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل اور دلیل نہ ہو یا وہ کام رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہو تو اس کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔

بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کا ثبوت احادیث مبارکہ میں موجود ہے

❁ بدعت حسنہ کا ثبوت حدیث سے ❁

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ أَنَّہٗ قَالَ! خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَیْلَةً فِی رَمَضَانَ إِلَی الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ یُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِہٖ وَیُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّی بِصَلَاتِہِ الرَّھْطُ فَقَالَ عُمَرُ إِنِّی أَرٰی لَوْ جَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِءٍ وَاحِدٍ لَکَانَ أَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَھُمْ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ لَیْلَةً أُخْرٰی وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ قَارِئِھِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ

(صحیح بخاری شریف، کتاب صلوة التراویح بَاب فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، رقم الحدیث: ۲۰۱۰)

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ کے ساتھ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہے۔

پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا گیا۔ پھر میں ایک دوسری رات کو ان کے ساتھ نکلا اور لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ "قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ "نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ" یعنی اچھی بدعت ہے۔

"نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ" اور بدعت حسنہ کا معنی ایک ہی ہے یعنی اچھی بدعت۔ تو بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے پہلے تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" کوئی بدعت اچھی نہیں ہے۔

لیکن جب ہم دکھاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ" کہ یہ بدعت اچھی ہے تو پھر وہ لوگ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ وہ والی بدعت نہیں ہے، جس کی مذمت "وَکُلُّ بِدْعَةٍ" میں کی گئی ہے بلکہ یہ بدعت لغوی ہے ایک بدعت لغوی ہوتی ہے اور ایک بدعت شرعی ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں بدعت شرعی کی مذمت کی گئی ہے بدعت لغوی کی نہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ابھی تو کہہ رہے تھے کہ "وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ہر بدعت گمراہی ہے کوئی بدعت اچھی نہیں اور جب کوئی جواب نہیں بن سکا تو لغوی اور شرعی کی تقسیم کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے "نِعْمَ الْبِدْعَةُ ھٰذِہٖ" فرمایا ہے بدعت لغوی نہیں فرمایا کیونکہ لغوی طور پر تو ہر نئے کام کو بدعت کہتے ہیں وہ کام اچھا ہو یا برا ہو

۔اور باجماعت نماز تراویح کا اہتمام کرنا اچھا کام تھا اس لئے حضرت عمر ؓ نے اس کو "نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ" فرمایا یعنی یہ بدعت حسنہ ہے اور بدعت حسنہ کی اصل اور دلیل شریعت میں موجود ہوتی ہے اور وہ خلاف سنت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ کل بدعۃ کے ضمن میں نہیں آتی اور جس کو تم نے بدعت شرعی کا نام دیا ہے اسی کو علماء ومحدثین بدعت سیئہ کا نام دیتے ہیں

جس طرح بدعت حسنہ کا ثبوت حدیث میں موجود ہے اسی طرح بدعت سیئہ کا ثبوت بھی حدیث میں موجود ہے

بدعت سیئہ کا ثبوت حدیث پاک سے

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ اعْلَمْ قَالَ مَا أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اعْلَمْ يَا بِلَالُ قَالَ مَا أَعْلَمُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّهُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي فَإِنَّ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا تُرْضِي اللّٰهَ وَرَسُولَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا

(جامع ترمذی، بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَخْذِ بِالسُّنَّةِ وَاجْتِنَابِ الْبِدَعِ ،رقم الحديث: ٢٦٧٧)

نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال بن حارث ؓ سے فرمایا کہ اے بلال تو جان حضرت بلال ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں کیا جانوں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے بلال تو جان حضرت بلال ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ میں کیا جانوں؟ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي جس نے میرے بعد کوئی ایسی سنت زندہ کی جو مٹ چکی تھی تو اس کے لئے بھی اتنا ہی اجر ہوگا جتنا اس پر دیگر عمل کرنے والوں کے لئے اس کے باوجود ان کے اجر وثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

"وَمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا تُرْضِي اللّٰهَ وَرَسُولَهُ"

اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ پسند نہیں کرتے تو اس پر اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس برائی کا دیگر ارتکاب کرنے والوں پر اور ان کے بوجھ میں بالکل کمی نہیں آئے گی۔

اس حدیث پاک میں لفظ بدعت کو سنت رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ذکر کیا گیا ہے جس سے واضح ہوا کہ ایسی بدعت گمراہی ہے جو سنت کے مقابلے میں ہو اور اس سے سنت ترک ہو جائے اس کو اصطلاح میں بدعت سیئہ کہتے ہیں یعنی بری بدعت۔

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مقام پر مطلقاً بدعت کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ بدعت ضلالۃ فرمایا کہ جو بندہ ایسی گمراہی کی بدعت نکالے جس سے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ راضی نہ ہوں۔

اگر مطلقا بدعت نام ہی گمراہی کا ہے تو پھر محبوب علیہ السلام بدعت کی ضلالۃ کی طرف اضافت نہ فرماتے اگر ہر بدعت ہی گمراہی ہے تو گمراہی کی بدعت کہنے کا مطلب کیا ہے؟ محبوب علیہ السلام مطلقا فرما دیتے کہ جس نے بدعت نکالی اس پر اس کا گناہ ہوگا اور دوسروں کا گناہ بھی ہوگا ۔

لیکن رسول اللہ ﷺ نے مطلقا بدعت کا ذکر نہ کر کے اس بات کو واضح فرمادیا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ وہ بدعت گمراہی ہے جو سنت کے مقابلے میں ہو اور اس سے اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی نہ ہوں اس کو علماء و محدثین بدعت سیۂ کہتے ہیں۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیۂ امت کے جلیل القدر محدثین کرام اور فقہاء عظام نے ان اقسام کو اپنی اپنی کتب میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

محدثین کرام اور بدعت کی اقسام

(۱) امام بدر الدین عینی شارح بخاری عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں بدعت کی تعریف و تقسیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

اَلْبِدْعَةُ فِی الْاَصْلِ اِحْدَاثُ اَمْرٍ لَمْ یَکُنْ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ الْبِدْعَةُ عَلٰی نَوْعَیْنِ اِنْ کَانَتْ مِمَّا یَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فِی الشَّرْعِ فَهِیَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَ اِنْ کَانَتْ مِمَّا یَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبَحٍ فِی الشَّرْعِ فَهِیَ بِدْعَةٌ مُسْتَقْبَحَةٌ

(عمدۃ القاری: ج ۱ ص ۱۲۶)

بدعت اصل میں اس نئے کام کو بجالانا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں نہ ہوا ہو پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں اگر وہ بدعت شریعت میں مستحسن اور پسندیدہ ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر وہ بدعت شریعت میں ناپسندیدہ ہو تو وہ بدعت سیۂ ہے

(۲) امام نووی شارح مسلم اپنی کتاب تھذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں کہ

"اَلْبِدْعَةُ فِی الشَّرْعِ هِیَ اِحْدَاثُ مَا لَمْ یَکُنْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هِیَ مُنْقَسِمَةٌ اِلٰی حَسَنَةٍ وَّ قَبِیْحَةٍ"

(تھذیب الاسماء واللغات: ج ۳ ص ۲۲)

شریعت میں بدعت سے مراد وہ امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ تھے اور پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سیۂ

امام نووی شرح صحیح مسلم میں مزید لکھتے ہیں کہ بدعت کی پانچ اقسام ہیں

اَلْبِدْعَةُ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ وَاجِبَةٌ وَ مَنْدُوْبَةٌ وَ مُحَرَّمَةٌ وَ مَکْرُوْهَةٌ وَمُبَاحَةٌ

بدعت کی پانچ اقسام ہیں

(۱) بدعت واجبہ: جیسے علم نحو پڑھنا جس پر قرآن وحدیث کا سمجھنا موقوف ہے۔

(۲) بدعت مندوبہ: جیسے مدارس کا بنانا، سماجی خدمت کے کام کرنا۔

(۳) بدعت محرمہ: وہ بدعت جو حرام ہے جیسے دیابنہ، وہابیہ کے عقائد ونظریات

(۴) بدعت مکروہہ: جیسے شوافع کے نزدیک مسجد میں نقش ونگار کرنا احناف کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

(۵) بدعت مباحہ: جیسے کھانے اور لباس وغیرہ میں وسعت اختیار کرنا

(۳) علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی بدعت کی مذکورہ بالا پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ (فتح الباری ج ۴ ص ۲۵۳)

﴿۴﴾ علامہ ابن عابدین شامی نے بھی بدعت کی ان قسموں کا ذکر کیا ہے۔ (ردالمحتار ج۱ ص ۳۷۶)

﴿۵﴾ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی بدعت کی ان پانچ اقسام کو بیان فرمایا۔ (اشعۃ اللمعات ج۱ ص ۱۲۵)

﴿بدعت حسنہ کا اجر اور بدعت سیئہ کا گناہ﴾

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ الصُّوفُ فَرَاٰى سُوءَ حَالِهِمْ قَدْ أَصَابَتْهُمْ حَاجَةٌ فَحَثَّ النَّاسَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَأَبْطَئُوا عَنْهُ حَتّٰى رُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهٖ قَالَ ثُمَّ إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ بِصُرَّةٍ مِنْ وَرِقٍ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ ثُمَّ تَتَابَعُوا حَتّٰى عُرِفَ السُّرُورُ فِي وَجْهِهٖ

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

(صحیح مسلم شریف، کتاب العلم باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً وَمَنْ دَعَا إِلَى هُدًى أَوْ ضَلَالَةٍ، رقم الحدیث: ۲۶۷۴)

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور کی خدمت میں اون کے کپڑے لپیٹے ہوئے کچھ دیہاتی حاضر ہوئے آپ نے ان کی بدحالی اور

ان کی ضرورت کو دیکھا تو لوگوں کو صدقہ کرنے کی رغبت دی لوگوں نے کچھ دیر کر دی۔ جس کی وجہ سے آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے اتنے میں ایک انصاری صحابی درہموں کی ایک تھیلی لے کر حاضر ہوئے پھر دوسرے آئے اور پھر لانے والوں کا تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے۔

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً"

جس شخص نے اسلام میں کسی نیک طریقے کی ابتدا کی اور پھر اس کے بعد اس طریقے پر عمل کیا گیا تو اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی بھی نہیں ہوگی۔

"وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً"

اور جس شخص نے اسلام میں کسی برے طریقے کی ابتدا کی اور اس کے بعد اس طریقے پر عمل کیا گیا تو اس طریقے پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اس شخص کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کا ذکر نہیں ہے کیونکہ آپ کی سنت تو ہر حال میں حسنہ ہی ہوتی ہے جبکہ اس حدیث پاک میں سنت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا گیا ہے جس سے واضح ہوا کہ یہاں حضور اکرم ﷺ کی سنت مراد نہیں ہے بلکہ سنت کا لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

"وَمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ" کا معنی ہے کہ

جس شخص نے اسلام میں کوئی نیا طریقہ نکالا اور وہ اچھا بھی ہے تو اس پر اجر کی خوشخبری سنائی اور جس شخص نے برا طریقہ نکالا تو اس کے گناہ کو بیان کیا۔ اگر وہ اچھا طریقہ پہلے ہی اسلام میں موجود ہے تو پھر اس بندے کے لئے کس بات کے اجر کا اعلان ہے اور اگر وہ برا طریقہ پہلے ہی سے موجود ہے تو پھر اس بندے کے لئے کس بات کے گناہ کا اعلان ہے۔

اس سے پتہ یہ چلا کہ وہ طریقہ پہلے نہیں تھا اس شخص نے خود نیا طریقہ نکالا اور وہ اچھا تھا اور وہ کسی سنت کے خلاف نہیں تھا تو اس پر اجر ملے گا۔ اور اگر کسی بندے نے ایسا طریقہ نکالا جو اسلامی تعلیمات کے خلاف تھا تو وہ برا ہے اور اس پر گناہ ملے گا۔

اور حدیث پاک میں اچھے طریقہ کو سنت حسنہ کہا گیا اس طریقے کے نئے ہونے کے لحاظ سے اس پر بدعت حسنہ کا اطلاق ہوگا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باجماعت نماز تراویح کا اہتمام کیا تو یہ عمل سنت خلفاء راشدین ہے

کیونکہ محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

(ابن ماجہ شریف، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین، رقم الحدیث: ۴۲)

تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خلفاء راشدین کے طریقے کو سنت کہا اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نئے ہونے کے لحاظ سے باجماعت نماز تراویح کو نعم البدعۃ فرمارہے ہیں۔

جس سے ثابت ہوا کہ جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا حدیث پاک میں اس کے لئے سنت حسنہ کے الفاظ ہیں لیکن نئے ہونے کے لحاظ سے اسے بدعت حسنہ کہا جائے گا۔

اور جس شخص نے اسلام میں برا طریقہ نکالا حدیث میں اس کے لئے سنت سیئہ کے الفاظ ہیں لیکن نیا ہونے کے لحاظ سے اسے بدعت سیئہ کہا جائے گا۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دین اسلام میں مطلقا نیا کام کرنے اور نیا طریقہ ایجاد کرنے سے نہیں روکا جائے گا بلکہ ایسے نئے کام سے روکا جائے گا جس سے سنت کا ترک لازم آتا ہو اور جس کام کی کوئی اصل اور دلیل شریعت میں موجود نہ ہو۔

ایسے اعمال کرنے سے نہیں روکا جائے گا جس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور جس سے سنت ترک نہیں ہوتی ایسے اعمال کا تو اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔

محافل میلاد، محافل ایصال ثواب اور ایسے دیگر بابرکت اعمال کی اصل اور دلیل شریعت میں موجود ہے ان اعمال کے کرنے سے سنت کا ترک لازم نہیں آتا بلکہ سنتوں پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ان پر بدعت کا الزام لگانا غلط ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆